



کلاس: 12th

مضمون: اردو (حصہ غزل)

غزل : (1)

شاعر کا نام: خواجہ میر درد (1719ء تا 1785ء)

غزل نمبر 1:

❖ شعر 1:

- کام مردوں کے جو ہیں، سو وہی کر جاتے ہیں
- جان سے اپنی جو کوئی کہ گزر جاتے ہیں

مفہوم:

اس شعر میں شاعر یہ بتاتا ہے کہ اصل اور بڑے کام وہی لوگ انجام دیتے ہیں جو بہادری اور ہمت کے ساتھ خطرات کا سامنا کرتے ہیں۔ جو شخص اپنی جان کی پروا نہیں کرتا اور مقصد کے لیے قربانی دینے کو تیار رہتا ہے، وہی حقیقی معنوں میں مردانہ صفات کا حامل ہوتا ہے۔

تشریح:

شاعر کے نزدیک مردانگی کا معیار جسمانی طاقت نہیں بلکہ جرأت، حوصلہ اور ایثار ہے۔ جو لوگ مشکل حالات میں پیچھے نہیں ہٹتے اور ذاتی مفاد یا جان کے خوف سے بالاتر ہو کر عمل کرتے ہیں، وہی اہم کارنامے سرانجام دیتے ہیں۔ یہی افراد قوم اور معاشرے کے لیے مثال بن جاتے ہیں اور تاریخ میں ان کا نام عزت کے ساتھ لیا جاتا ہے

❖ شعر 2:

- دید و ادید جو ہو جائے، غنیمت سمجھو
- جوں شرر ورنہ ہم اے اہل نظر جاتے ہیں

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ اگر کسی کو دیکھنے اور دیکھائے جانے کا موقع مل جائے تو اسے قیمتی سمجھو۔

ورنہ ہم، اے اہل نظر، موقع ہاتھ سے نکل جانے پر تیزی اور شدت کے ساتھ نقصان اٹھا جاتے ہیں۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے موقع اور وقت کی قدر کو بیان کیا ہے۔ "دید و ادید" سے مراد ملاقات یا نظریں ملنا ہے، یعنی جو لوگ ایک دوسرے کو دیکھنے یا اپنی موجودگی کا اظہار کرنے کا موقع پا جائیں، وہ خوش نصیب ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ اگر یہ موقع نہ ملا تو حالات ایسے ہو سکتے ہیں کہ ہم، اہل نظر، موقع گنوا بیٹھیں اور اس کی شدت یا نقصان برداشت کرنا پڑے۔

یہ شعر انسان کو ہر لمحے کی اہمیت سمجھنے، موقع سے فائدہ اٹھانے اور بروقت عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ شاعر نے یہ بات نفسیاتی اور سماجی دونوں حوالوں سے بیان کی ہے، تاکہ قاری سوچے کہ فرصت کے لمحات کو ضائع نہ کیا جائے، کیونکہ وقت اور موقع ضائع ہونے پر نقصان شدید ہو سکتا

❖ شعر 3:

- بے ہنر، دشمنی اہل ہنر سے، آ کر منہ پر چڑھتے تو ہیں،
- پر جی سے اُتر جاتے ہیں۔

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ بے ہنر لوگ اہل ہنر سے حسد کرتے ہیں اور ان کے خلاف دکھاوا کرتے ہیں۔

مگر جب اصل ہنر سامنے آتا ہے، تو وہ خود بخود پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے حسد، ہنر اور قابلیت کے تعلق کو نہایت واضح انداز میں بیان کیا ہے۔ بے ہنر لوگ اہل ہنر کی کامیابی یا مہارت دیکھ کر دشمنی ظاہر کرتے ہیں اور بظاہر محاذ آرائی کرتے ہیں، یعنی "منہ پر چڑھنا"۔

لیکن حقیقت میں جب اہل ہنر کا اصل کمال اور طاقت سامنے آتی ہے، تو حسد کرنے والے اپنی حدود کو سمجھ کر پیچھے ہٹ جاتے ہیں، یعنی مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں رکھتے۔

شاعر اس شعر کے ذریعے یہ پیغام دیتا ہے کہ اصل ہنر اور محنت کبھی چھپ نہیں سکتی، اور جو لوگ حسد یا دشمنی کرتے ہیں، وہ آخر کار ناکام رہ جاتے ہیں۔ یہ شعر قاری کو حوصلہ دیتا ہے کہ وہ اپنی قابلیت اور مہارت پر اعتماد رکھے، دوسروں کی دشمنی یا حسد سے خوفزدہ نہ ہو۔

❖ شعر 4:

- ہم کسی راہ سے واقف نہیں جوں نور نظر
- رہنما تو ہی تو ہوتا ہے، جدھر جاتے ہیں

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ ہم راستہ نہیں جانتے اور اندھیروں میں ہیں،

اس لیے رہنما کی رہنمائی کے بغیر ہم صحیح سمت نہیں پا سکتے۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے انسان کی راستہ ناپیدا اور رہنمائی کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔ "نور نظر" کا مطلب ہے روشنی یا بصیرت، یعنی قاری یا انسان خود اندھیروں میں ہے اور کسی بھی راہ سے واقف نہیں۔ ایسے حالات میں رہنما کی موجودگی بہت ضروری ہو جاتی ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ ہم جس سمت میں جاتے ہیں، اس کا فیصلہ ہمارے پاس نہیں بلکہ رہنما کے فیصلے پر منحصر ہے۔ یہ شعر اعتماد، رہنمائی اور قیادت کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔

یہ شعر ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ زندگی میں کسی بھی مشکل یا غیر یقینی صورتحال میں صحیح رہنمائی حاصل کرنا ضروری ہے، کیونکہ رہنما کے بغیر انسان صحیح راستہ نہیں تلاش کر سکتا اور بھٹک جاتا ہے۔

❖ شعر 5:

- آہ! معلوم نہیں، ساتھ سے اپنے شب و روز
- لوگ جاتے ہیں چلے، سو یہ کدھر جاتے ہیں

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ اپنے گزارے ہوئے دنوں اور راتوں کی منزل یا مقصد معلوم نہیں ہوتا۔

لوگ وقت کے ساتھ گزرتے ہیں مگر یہ سمجھ نہیں آتا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے زندگی کے فانی اور بے یقینی پہلو کو بیان کیا ہے۔ "شب و روز" سے مراد انسان کے گزارے ہوئے دن اور راتیں ہیں، یعنی زندگی کے لمحے۔ شاعر افسوس اور حیرت کے ساتھ کہتا ہے کہ ہم ان لمحوں کی اصل سمت یا مقصد نہیں جانتے۔

وہ بیان کرتا ہے کہ لوگ وقت کے ساتھ گزر جاتے ہیں، اپنے معمولات، کام اور روزمرہ کی مصروفیات میں مشغول رہتے ہیں، مگر اکثر یہ سمجھ نہیں پاتے کہ ان کی زندگی کس سمت جا رہی ہے یا ان کا وجود کس مقصد کے لیے ہے۔

یہ شعر قاری کو زندگی کی گذر بسر، وقت کی قیمت اور خود شناسی کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ شاعر ہمیں سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ ہمیں اپنی زندگی کے ہر لمحے کو شعوری طور پر گزارنا چاہیے، نہ کہ صرف وقت کے بہاؤ میں بہتے جانا۔

❖ شعر 6:

- تا قیامت نہیں مٹنے کا دل عالم سے
- درد ہم اپنے عوض چھوڑے اثر جاتے ہیں

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ ہمارے دل کی کیفیت اور اثرات ہمیشہ باقی رہتے ہیں۔

ہم اپنے درد اور تکالیف کا اثر دوسروں پر چھوڑ جاتے ہیں، جو وقت کے ساتھ بھی مٹتا نہیں۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے دل کی پختگی، درد اور اثر کی دائمی نوعیت کو بیان کیا ہے۔ "دل عالم سے" کا مطلب ہے کہ دل کی کیفیت یا جذبات کی حقیقت دنیا کی حقیقتوں سے ماورا ہیں، یعنی یہ صرف وقتی نہیں بلکہ دائمی ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ جو درد ہم محسوس کرتے ہیں اور جو تکلیف ہم سہتے ہیں، اس کا اثر محض ہمارے لیے نہیں رہتا بلکہ دوسروں پر بھی چھوٹتا ہے۔

یہ اثر لوگوں کے دلوں یا ذہنوں میں کچھ دیر یا ہمیشہ کے لیے باقی رہ سکتا ہے، اور اس سے ایک طرح کا اثر یا تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ شاعر اس شعر کے ذریعے یہ پیغام دیتا ہے کہ انسانی درد اور تجربات صرف ذاتی نہیں رہتے، بلکہ یہ دوسروں اور معاشرے پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔

یہ شعر قاری کو یہ سبق دیتا ہے کہ ہماری زندگی اور ہماری تکالیف کا اثر ہمیشہ کسی نہ کسی شکل میں باقی رہتا ہے، اور انسان کا دل اور جذبات وقت کے ساتھ بھی فنا نہیں

غزل نمبر 2:

❖ شعر 1:

- کیا فرق داغ و گل میں کہ جس گل میں بو نہ ہو
- کس کام کا وہ دل ہے کہ جس دل میں تو نہ ہو

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ وہ پھول جس میں خوشبو نہ ہو، وہ صرف دکھنے کے لیے ہے، اس کی حقیقت نہیں۔

اسی طرح وہ دل ہے جس میں محبوب یا محبت کی موجودگی نہ ہو۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے محبت اور دل کی حقیقت کو بہت خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ "داغ و گل" سے مراد ظاہری خوبصورتی اور حقیقت ہے۔ اگر پھول صرف شکل میں خوبصورت ہو مگر اس کی خوشبو نہ ہو تو وہ مکمل نہیں ہے۔ شاعر اس مثال سے یہ سمجھاتا ہے کہ دل بھی اسی طرح مکمل اور قابلِ قدر ہے جب اس میں محبت یا محبوب کی موجودگی ہو۔

دل جو محبت سے خالی ہو، صرف ایک خالی ظرف یا دکھنے کے لیے جسمانی وجود کی مانند ہے، بالکل اسی طرح جیسے خوشبو کے بغیر پھول صرف رنگ و شکل کا حامل ہوتا ہے۔ شاعر قاری کو یہ سبق دیتا ہے کہ دل کی حقیقی قدر اور خوبصورتی محبت کی موجودگی سے ہوتی ہے، ورنہ دل محض ایک خالی وجود بن کر رہ جاتا ہے۔

❖ شعر 2:

- ہو دے نہ کول و قوت ہے اگر تیری درمیاں
- جو ہم سے ہو سکے ہے، سو ہم سے کبھو نہ ہو

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ اگر تیرے اور ہمارے درمیان کوئی طاقت یا وسعت نہیں ہے تو ہم جو کر سکتے ہیں، وہ ضرور کریں۔

جو کام ہماری بس کی حد میں ہے، اسے ہم سے کبھی ضائع نہ ہو۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے انسانی کوشش اور اختیار کی اہمیت کو بیان کیا ہے۔
 "کول و قوت" سے مراد طاقت، وسعت یا وسعہ عمل ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اگر ہمارے اور مطلوبہ مقصد یا حالات کے درمیان کوئی بڑی طاقت یا فاصلہ ہے، تب بھی جو کام ہماری حد میں آتا ہے، اسے ہم ضرور کریں۔

یہ شعر انسان کو یہ سبق دیتا ہے کہ ہمیشہ اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کرنی چاہیے، اور جو کام ہماری بس میں ہے، اسے کسی حالت میں ضائع نہ ہونے دینا چاہیے۔ شاعر اس کے ذریعے انسان کو عملی اور ذمہ دار رویہ اختیار کرنے کی ترغیب دیتا ہے اور کہتا ہے کہ بڑے حالات یا محدودیت کو بہانہ نہ بنائیں، بلکہ اپنی کوشش اور کردار سے کام لیں۔

❖ شعر 3:

- جو کچھ کہ ہم نے کی ہے تمنا، ملی مگر
- یہ آرزو رہی ہے کہ کچھ آرزو نہ ہو

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ جو خواہشیں ہم نے دل میں رکھی تھیں، وہ حاصل ہو گئی ہیں۔
 پھر بھی ایک خواہش باقی ہے کہ دل میں کوئی خواہش باقی نہ رہے۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے خواہش، اطمینان اور انسانی فطرت کو بیان کیا ہے۔
 انسانی دل ہمیشہ کچھ نہ کچھ چاہتا رہتا ہے۔ شاعر کے نزدیک، اگرچہ اس نے اپنی بہت سی تمنائوں کو پورا کیا، لیکن دل کی اصل آسودگی تب ہوگی جب کوئی خواہش باقی نہ رہے۔

یہ شعر زندگی اور انسانی نفسیات کی ایک اہم حقیقت کی عکاسی کرتا ہے: خواہشیں حاصل کرنے کے باوجود انسان کے دل میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ طلب رہتی ہے۔ شاعر اس کے ذریعے قاری کو یہ سبق دیتا ہے کہ حقیقی سکون صرف دل کی خواہشات کے خاتمے میں ہے، نہ کہ دنیاوی کامیابیوں یا حصول میں۔

❖ شعر 4:

- جوں شمع جمع ہوویں گر اہل زباں ہزار
- آپس میں چاہیے کہ کبھی گفتگو نہ ہو

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ اگر ہزاروں لوگ ایک جگہ جمع ہوں، تو بھی ضروری نہیں کہ وہ ایک دوسرے سے بات کریں۔

خاموشی اور سادگی کبھی زیادہ اثر رکھتی ہے بجائے کہ زبان کی بہتات کے۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے خاموشی، اثر اور گفتگو کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ "شمع" علامت ہے روشنی اور اثر کی، اور "اہل زباں ہزار" سے مراد ہزاروں بات کرنے والے لوگ ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ ہزاروں لوگ اگر ایک جگہ جمع ہوں، تو بھی ضروری نہیں کہ ان کی گفتگو سے کوئی اصل اثر پیدا ہو۔

یہ شعر کم، مگر بامعنی گفتگو یا خاموش اثر کی اہمیت کو اجاگر کرتا ہے۔ کبھی کبھی لفظوں کی کثرت بے اثر ہو سکتی ہے، اور خاموشی یا مناسب وقت پر بات کرنا زیادہ مؤثر ثابت ہوتا ہے۔ شاعر قاری کو یہ سبق دیتا ہے کہ اثر پیدا کرنے کے لیے زبان کی مقدار سے زیادہ معنی اور وقت کی قدر اہم ہے۔

❖ شعر 5:

- جوں صبح چاک سینہ مرا، اے رفو گراں!
- یاں تو کیسو کے ہاتھ سے برگز رفو نہ ہو

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ جیسے ہی صبح میری دل کی چوٹ یا درد ظاہر ہوا، اے رفو گر، اسے ایسے نہ سلائی کہ اصل زخم یا اثر ہمیشہ کے لیے باقی رہے۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے دل کے زخم، تکلیف اور مرہم کی حقیقت کو بیان کیا ہے۔ "چاک سینہ" سے مراد دل یا جذبات کا زخمی ہونا ہے، اور "رفو گراں" مرہم یا سلائی کرنے والے کے لیے مخاطب ہے۔ شاعر یہاں کہتا ہے کہ جیسے ہی صبح اس کا دل دکھا یا اس کے جذبات ٹوٹے، وہ چاہتا ہے کہ مرہم یا علاج ایسا نہ ہو جو زخم کی اصل حقیقت یا شدت کو ختم کر دے۔

یہ شعر انسانی جذبات کی نزاکت اور دل کی چوٹ کی گہرائی کو ظاہر کرتا ہے۔ شاعر قاری کو یہ سبق دیتا ہے کہ بعض اوقات دل کے زخم اور درد کا تجربہ خود ایک اثر یا سبق بن جاتا ہے، اور اسے فوراً ختم کرنے کی کوشش ہر بار ضروری نہیں۔ زخم کا اثر کبھی کبھار شخصیت یا احساسات کو مضبوط بھی بناتا ہے، اور شاعر اسی نفسیاتی اور جذباتی گہرائی کو بیان کر رہا ہے۔

❖ شعر 6:

- اے درد زنگ صورت اگر اس میں جا کرے
- اہل صفا میں آئینہ دل کو رو نہ ہو

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ اے زنگ زدہ درد، اگر تو دل کے آئینے میں داخل ہو جائے، تو دل کی پاکیزگی اور شفافیت کو خراب نہ کر۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے دل کی صفائی، شفافیت اور درد کے اثر کو بیان کیا ہے۔ "درد زنگ صورت" سے مراد ایسا درد یا تکلیف ہے جو دل کو خراب یا داغدار کر دے، اور "آئینہ دل" دل کی پاکیزگی اور شفاف جذبات کی علامت ہے۔ شاعر مخاطب کرتا ہے کہ اگر یہ درد دل تک پہنچے، تو وہ دل کی صفائی اور خالص جذبات کو متاثر نہ کرے۔

یہ شعر انسانی نفسیات اور اخلاقی تربیت پر زور دیتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ درد اور تکالیف کا اثر دل کے نیک اور صاف جذبات پر نہیں ہونا چاہیے، بلکہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی محبت، خلوص اور پاکیزگی کو برقرار رکھے۔ دل کے آئینے کو زنگ یا داغ سے محفوظ رکھنا، انسانی کردار اور روحانی قوت کی علامت ہے۔

Note:

This chapter is designed to provide a solid foundation of knowledge, with the goal of deepening understanding and encouraging further exploration of the subject. The content has been carefully selected to support effective learning and inspire students to engage with the topic more deeply.

Author: Muhammad Asghar

Purpose: To contribute to education by offering insightful, valuable content that enhances learning and understanding.

Copyright & Usage Policy

© 2026 Muhammad Asghar. All rights reserved.

No part of these notes may be reproduced, redistributed, or used for commercial purposes without explicit written permission from the author. These notes are intended solely for personal study and educational use.